شاہ بلیغ الدین

شہید اعظم
سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ

اپنے ہاتھوں میں اپنا کٹا ہوا سر لئے جب وہ تشریف لائے تو میں نے دیکھا کہ ---- عرش الٰہی لرز اٹھا اور میرا دل دہل گیا ---- حضرت حسن نے فرمایا کہ ---- رات میں نے خواب میں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کا دربار سجا ہوا تھا اتنے میں میرے نانا سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور عرش الٰہی کا پایہ تھام کر کھڑے ہوگئے۔ آپ کے بعد حضرت ابوبکر آگے بڑھے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک کو پکڑ کر کھڑے ہوگئے ان کے بعد حضرت عمر آئے اور صدیق اکبر کا ہاتھ پکڑ کر کھڑے ہوگئے ---- اپنے والدِ محترم حضرت علی کے دور خلافت میں حضرت حسن نے خطبہ دیا تو یہ خواب بیان کیا بہت سے لوگ وہاں موجود تھے جو اس خواب کی تفصیل سن رہے تھے۔

ذوالحج کا مہینہ، جمعہ کا دن تھا۔ حضرت عثمان صبح سو کر اٹھے تو فرمایا ---- حکم نبوی ہے کہ آج میں آپ کے ساتھ روزہ افطار کروں عصر کی نماز کے بعد اس کی تعبیر کا وقت آیا حضرت عثمان غنی کے آگے کلام اللہ کھلا ہوا تھا، تلاوت ہو رہی تھی کہ ان کی شہ رگِ حیات کا پہلا چھینٹا اس آیت پر گرا جس کے الفاظ ہیں ---- فسیکفیکہم اللہ حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت مستدرک میں ہے کہ ایک بار اللہ کے رسول نے فرمایا ---- اے عثمان! تم سورہ بقرہ پڑھتے ہوئے شہید ہوگے اور تمہارا خون کلام اللہ کے جس صفحے پر گرے گا وہاں وہ آیت ہوگی جس کا مفہوم ہے کہ ---- ان (ظالموں) کے مقابلے میں تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کافی ہے۔

جامع ترمذی میں حضرت عبداللہ بن عمر کی روایت ہے کہ فتنہ و فساد کا ذکر ہو رہا تھا تو جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ ---- ان پر ظلم ہوگا اور یہ شہید کر دیئے جائیں گے۔

ایک بار حضرت زرارہ بن نخعی نے نبی اللہ کو اپنا ایک خواب سنایا انہوں نے کہا کہ ---- یارسول اللہ! میں نے دیکھا کہ ایک آگ نکلی اور میرے اور میرے بیٹے کے بیچ میں حائل ہوگئی۔ استیعاب میں ہے ---- ارشاد ہوا کہ ---- یہ آگ وہ فتنہ ہے جس میں لوگ اپنے امام کو قتل کر ڈالیں گے! پھر آپس میں مسلمان خوب لڑیں گے مسلمان اپنے بھائی کا خون پانی کی طرح بہائے گا اور مفسد اپنے آپ کو نکوکار سمجھیں گے! حضرت سعید بن زید نے فرمایا ---- بلوائیوں کے اس ظلم پر عرشِ الٰہی کانپ جائے تو عجب نہیں۔

حضرت حسن نے اپنے خواب کی تفصیل بیان کی تو فرمایا کہ ---- حضرت عمر کے بعد اپنے ہاتھوں میں اپنا کٹا ہوا سر لئے (میرے خالو) حضرت عثمان تشریف لے آئے اور بارگاہ خداوندی میں اپنا سر پیش کر کے فریاد کی کہ ---- الٰہ العلمین! ذرا ان سے پوچھ جو اپنے آپ کو تیرے نبی کے امتی بتاتے ہیں کہ ---- آخر کس غلطی کی یہ سزا انہوں نے مجھے دی کہ میرا سر کاٹ لیا ---- حضرت حسن فرماتے ہیں کہ ---- فریاد کی یہ لَے بلند ہوئی تو عرشِ الٰہی کانپ گیا اور میں نے دیکھا کہ ---- آسمان سے خون کے دو پرنالے، زمین پر گرنے لگے۔

حضرت عثمان کو ظالموں نے شہید کر دیا تو بے اختیار حضرت ابوہریرہ نے کہا۔۔۔۔۔ لوگو! اللہ کی قسم جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تم جانتے تو کبھی نہ ہنستے اور روتے ہی رہتے۔ واللہ اب قریش میں اس کثرت سے خون خرابہ ہوگا کہ اگر کوئی ہرن اپنی کمیں گاہ میں بھی جا چھپے گا تو وہاں اسے کسی مقتول کے جوتے پڑے ملیں گے۔

خون کے جن دو پرنالوں کا ذکر حضرت حسن نے کیا وہ غضب الہیٰ کی علامت تھے۔ حضرت حذیفہ بن یمان کے بارے میں صحابہ کرام فرماتے تھے کہ۔۔۔۔۔ وہ محرم اسرار نبوت تھے۔ حضرت حذیفہ حضرت عثمان کی شہادت کا حال سن کر بے بس ہوگئے۔ محرم اسرار نبوت وہ اس لئے کہلاتے تھے کہ انہوں نے ہادی برحق صلی اللہ علیہ وسلم سے فتنہ وفساد اور مسلمانوں کے آپس کے کشت و خون کے بارے میں حدیثیں سنی تھیں جب انہیں بتایا گیا کہ بلوائیوں نے حضرت عثمان کے گھر کا رخ کیا ہے تو فرمایا۔۔۔۔ اللہ کی قسم یہ سب دوزخی ہیں۔ محمد بن حاطب نے روایت کی کہ کوفے میں حضرت علی نے ایک موقع پر کہا۔۔۔۔ نہ عثمان نے اپنوں کو نوازا نہ کمزوری سے نظم و نسق چلایا جو یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے ان سے بدلہ لیا ان کے لئے آخرت میں آگ ہوگی۔ عبداللہ بن سلام کا فرمانا تھا کہ۔۔۔۔۔ جب کبھی کسی امت نے اپنی نبی کی جان لی غضب الہیٰ اس طرح ٹوٹا کہ ان میں سے ستر ہزار کا خون بہا اور جب کسی نبی کے خلیفہ برحق کو ظالموں نے اپنے ظلم و ستم کا نشانہ بنا کر اس کی جان لی تو بدلے میں غیظ خداوندی سے پینتیس ہزار سرکشوں کی جانیں گئیں۔ خون کے دو پرنالوں کا اشارہ اسی تاریخی حقیقت کی طرف ہے

حضرت عثمان کے دور حکومت کے بعد حضرت علی کے دور خلافت میں جمل اور صفین کے معرکوں میں مسلمانوں کا خون پانی کی طرح بہا۔ سبائی فتنہ گر منافقوں کا اس میں کتنا ہاتھ تھا یہ الگ بات ہے لیکن چوراسی ہزار مسلمانوں کا کشت و خون ہوا اپنے بعد اسی فتنے کے اٹھ کھڑے ہونے سے اللہ کے رسول دلگیر رہا کرتے تھے۔ مسلمانوں کا خون مسلمانوں کے اپنے ہاتھوں بہے۔۔۔۔۔ بس یہی وہ فتنہ ہے جس سے اللہ کے رسول نے مسلمانوں کو خبردار کیا تھا مورخین نے لکھا بلوائی چاہے خارجی رہے ہوں یا منافق سبائی۔۔۔۔ نام کے وہ سب مسلمان تھے اسی لئے حضرت عثمان نے باغیوں کی سرکوبی کے لئے اسلامی فوج استعمال نہ کی ورنہ یوں دن دھاڑے ان پر اور ان کے خاندان پر ظلم نہ توڑا جاتا امام وقت سیدنا حضرت عثمان نے الہام و تفہیم سے کام لیا۔ اتمامِ حجت کیا۔ اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کی لیکن اپنی تلوار پر کسی کے خون کا اتہام نہ لیا۔ سورہ انفال میں عذاب الہیٰ نازل ہونے کی جو صورتیں بتائی گئی ہیں ان سب کا نقشہ یہاں موجود تھا۔ اسی لئے استغفار کرنے والے یعنی صحابہ کرام خونِ عثمانی کے نتائج کی طرف سے بے انتہا فکرمند تھے۔ حق تو یہ ہے کہ حضرت عثمان سے بڑھ کر مظلومیت کی شہادت پوری تاریخ اسلام میں کسی اور کی نہیں جس نے بیر رومہ مسلمانوں کے لئے وقف کیا افسوس کہ اسی کنوئیں کے بوند بوند پانی کے لئے اس جنتی اور اس کے گھر والوں کو ترسایا گیا پھر ایک دو دن نہیں پچاس دن! جس نے غلے سے لدے اونٹوں کے کارواں کے کارواں صرف اس لئے اللہ کی راہ میں لٹائے کہ مدینتہ النبی کے مسلمان قحط کے مارے ہوئے تھے اُسی کو اس کے اپنے کاروانوں کے لائے ہوئے دانہ اناج سے محروم کر دیا گیا۔ جس کے احساس حیا کی ملائک تک قسم کھاتے تھے اور اللہ کے رسول جس کی مثالیں دیتے تھے

اس کی آنکھوں کے سامنے اس کی عفت مآب شریک حیات کو زدو کوب کیا گیا۔ خود اس کی داڑھی نوچی

گئی۔ اسے گالیاں دی گئیں اسے ہر حرب وضرب کا نشانہ بنایا گیا لیکن حق کا یہ جو یا چٹان کی طرح اٹل رہا۔ جان بچانے کے پچاسوں جتن ہوسکتے تھے، خونریزی کے ہزاروں بہانے بن جاتے۔ صاحب اقتدار کے لئے کس چیز کی کمی تھی اور زندگی بھر ہر جمعہ کو ایک غلام آزاد کرنے والے کے اپنے جاں نثار کچھ کم نہ تھے لیکن صاحب قرآں کا حکم تھا کہ ---- اے عثمان! جو کرتا تمہیں پہنایا گیا ہے اسے نہ اتارنا یعنی جو گزرنا ہے گزرے خلافت نہ چھوڑنا ساتھ ہی یہ تاکید تھی کہ ---- خبردار! تم مسلمانوں کا خون بہانے والے نہ بننا! ---- وہ حق آگاہ تھے فرمانبردار تھے، صاحب عرفان تھے حافظ قرآن تھے ان سے بڑھ کر نبی کا حکم ماننے والا اور کون ہوسکتا تھا! وہ للہیت کے اس مقام پر فائز تھے کہ اللہ کے نبی نے بار بار انہیں جنت کا مژدہ سنایا تھا۔ جب پیغمبر انسانیت امام الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے امام المسلمین کو حکم دیا کہ ---- صبر کرو! تو انہوں نے صبر کیا اور رگ گلو کا خون دے کر ثابت کردیا کہ تسلیم و رضا کی منزلت کیا ہوتی ہے! بخاری اور مسلم میں حضرت ابوموسیٰ اشعری کی روایت ہے کہ ----- اس موقع پر صابر رہنے پر اللہ کے رسول اپنی زندگی ہی میں حضرت عثمان کو جنت کی بشارت دے چکے تھے۔ خود حضرت حسن ان کے حفاظت کرنے والوں میں شریک تھے۔ انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ صبر کسے کہتے ہیں؟ استقلال کیا ہوتا ہے؟ توکل کس طرح کیا جاتا ہے؟ ---- خدا اگر مجھے نفس جبرئیل دے تو کہوں ---- کہ ان کا خون جو اوراق قرآن میں محفوظ ہوگیا قیامت تک کے لئے باغیوں اور منافقوں کی نشان دہی کرگیا اور قرآن نے کھلے پکارے ہمیں بتایا کہ ---- فسیکفیکہم اللہ کی بشارت اسی پیکر صبر و رضا کے لئے تھی قرآن جس کے بارے میں کہہ رہا ہے کہ اللہ کی تائید تمہیں حاصل ہے اسے اور کیا چاہیے۔ غضب الہی نے آلیا تو ایک ایک بلوائی اپنے عبرتناک انجام کو پہنچا۔ خون کے پرنالے بہنے لگے آخر ایسا کیوں نہ ہوتا یہ اس کی شہادت تھی جس کے خون کے بدلے کے لئے بیعت رضوان لی گئی تھی آج رسول اللہ کا ہاتھ نہ تھا کہ عثمان کا ہاتھ بن جاتا تو اللہ تعالی کا ہاتھ اٹھ گیا۔

صلۂ شہید جو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہوگا وہ غیب کی باتیں ہیں تاریخ نے تو یہ دیکھا کہ ان کا خون ناحق رائیگاں نہ گیا۔ یہ اسی شہادت کا صلہ ہے کہ پھر سے اسلام کا بول بالا ہوا۔ جہاد فی سبیل اللہ کا جو سلسلہ رک گیا تھا پھر سے جاری ہوا۔ مسلمانوں نے بحر ظلمات میں گھوڑے دوڑا دیئے اور بہت جلد ملت کے مقدر کا ستارہ ایسا چمکا کہ بنوامیہ کی اسلامی مملکت میں سورج نہ ڈوبتا تھا۔ اسی مقصد کے لئے سیدنا حسن نے خلافت کی ذمہ داریاں سیدنا معاویہ کو منتقل کیں وہ جانتے تھے کہ جس منزل کی طرف ان کے والد محترم جانا چاہتے تھے وہی سیدنا معاویہ کی منزل بھی تھی یعنی ملت اسلامیہ کا استحکام!

حضرت حسن نے اپنا خواب بیان کیا تو مورخین لکھتے ہیں کہ آستین کے ایک سانپ نے پھنکار بھری۔ امیرالمومنین سیدنا علی سے کہا ---- سنا آپ نے کہ آپ کے صاحبزادے کیا کہہ رہے ہیں! حضرت علی خود اس گروہ سے نالاں تھے۔ نہج البلاغہ کے صفحات اس کے گواہ ہیں۔ مستدرک میں ابن عباس کی روایت ہے کہ وہ خون عثمان سے اپنی برأت کا اعلان کرتے تھے فرماتے ---- اس دن تو میرے ہوش اڑ گئے تھے۔ بلوائیوں کی روش دیکھ کر ہی انہوں نے خلافت کی پیش کش کو رد کردیا تھا۔ صحابہ کرام میں کسی نے خلافت کی تمنا نہیں کی۔ یہ بار زبردستی ان کے کندھوں پر رکھا گیا۔ قاتلین عثمان کے اس فرد کو امیرالمومنین کی زبان حق شناس سے دوٹوک جواب ملا ---- حسن وہی کہہ رہے ہیں جو انہوں نے دیکھا ہے۔

حضرت حماد بن سلمہ کا کہنا ہے کہ ---- جس دن حضرت عثمان خلیفہ بنائے گئے وہ سب سے افضل تھے اور جس دن انہیں شہید کیا گیا ان کی عظمت اور بھی بلند ہوگئی۔